دعوات عبدیت حق | ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

ضبط و ترتیب : ادارہ الحق

برکاتِ رمضان

جود و بخشش کا موسمِ بہار

(خطبۂ جمعۃ المبارک یکم رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ)

خطبۂ مسنونہ کے بعد ——— وعن عبد اللّٰہ بن عباسؓ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اجود الناس وکان اجود ما یکون حین یلقاہ جبریل علیہ السلام وکان یلقاہ فی کلِّ لیلۃٍ من رمضان فیدارسہٗ القرآن فَلَرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَجْوَدُ بالخیر من الریح المُرسَلَۃ ———

خداوند تعالیٰ کی خاص نعمت | محترم بھائیو! ہم اور آپ سب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور یہ خداوند کریم کے ان عظیم نعمتوں میں سے جو اس امت پر ہیں، سب سے بڑی نعمت ہے کہ ہمیں حضورِ اقدسؐ کی امت میں پیدا فرمایا۔ حضورِ اقدسؐ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جنّت کا دروازہ میرے لئے کھولا جائے گا اور میں اپنی امّت سمیت جنّت میں داخل ہوں گا اور یہ قاعدہ بھی ہے کہ جہاں آقا، سردار یا حاکم موجود ہو وہاں اس کا خادمِ خاص بھی خدمت کی خاطر ساتھ ہی رہتا ہے۔

نعمت کا تقاضا | جب اللّٰہ جل مجدہٗ نے ہم پر اتنی بڑی نعمت فرمائی تو چاہیئے کہ ہم اپنے آقائے نامدار اور روحانی والد سردارِ دوجہاں کے نقشِ قدم پر چلیں۔ ہر امت اپنے پیغمبر کی روحانی اولاد ہوتی ہے، اور روحانی رشتہ جسمانی رشتہ سے زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے، اس وجہ سے ایک حدیث میں ارشاد ہے : لَا یُؤْمِنُ اَحدکم حتّٰی اَکُوْنَ اَحبَّ اِلیہ من والدِہٖ وولدِہٖ والناسِ اَجْمعین۔ (جب تک تم میں سے ہر شخص کے نزدیک میں اس کے والد اسکی اولاد اور ساری مخلوق سے زیادہ محبوب نہ ہوں تب تک وہ شخص مؤمن نہیں کہلا سکتا۔) صحیح اولاد وہی

ہوتی ہے جو اپنے ماں باپ کے صحیح اتباع اور پیروی اختیار کرنے اور جو اپنے والدین کے نقش قدم پر نہ ہو لوگ اسے نااہل اور نالائق سمجھتے ہیں تو امتی وہی سچا امتی ہے جو حضورؐ کی سنت پر عمل درآمد کرتا ہو اور جو امتی ہونے کا دعویٰ کرے مگر اپنے نبیؐ کی اتباع نہ کرسکے وہ دعویٰ میں غلط ہے۔ اور یہ دعویٰ اس کے لئے باعث تمسخر ہے۔

محترم بھائیو! یہ رمضان المبارک کا مہینہ بھی اس امت پر خداوند تعالیٰ کے خاص کرم کا مہینہ ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اس امت پر حد سے زیادہ انعامات واکرامات کئے ہیں اور کر رہا ہے۔ اسکی نعمتیں تو لاتعدّ ولاتحصٰی ہیں کہ جن کا شمار ممکن نہیں یہ ہماری روح ہماری زندگی ہمارا وجود، یہ آنکھ، ناک، کان، ہاتھ پاؤں دل ودماغ یہ سب خدا کی نعمتیں ہیں جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ زمین، ہوا، پانی، غلّہ، پھل، پھول جو کچھ بھی ہمارے لئے ضروری تھا سب اللہ جل شانہٗ نے زمین کے دسترخوان پر ہمارے لئے بچھا دیا۔ پھر خاص طور پر انسان کو تو اشرف المخلوقات بنا دیا، اپنا خلیفہ بنا دیا، ساری مخلوق پر اسے اقتدار اور تسلّط دیا تاکہ وہ اس میں تصرف کرتا رہے۔ یہ خاص انعام ہے ــــ مگر

سب سے بڑی نعمت اللہ کی ہمکلامی اور اس کلام کا مخاطب بننا ہے۔

انسان پر سب سے بڑھ کر نعمت یہ ہے کہ خدا نے اسے اپنی ہمکلامی سے مشرف کیا، اپنے کلام کا مخاطب بنایا۔ اپنے کلام کے نزول کا اہل بنا دیا، اسکی افہام وتفہیم اور اسکی تلاوت کرنے سے نوازا ــــ ہر نعمت اسکی بے حد ہے مگر یہ نعمت کہ اللہ نے حضور نبی کریمؐ کو مبعوث فرماکر اُن کے ذریعہ ہمیں اپنے کلام سے مشرف فرمایا، ہمارے پاس قرآن مجید بھیجا، اور ہمیں اس قابل کر دیا۔ کہ اسکی تلاوت کریں اسے سنیں اسکو سمجھیں اس پر عمل کریں اس پر غور وفکر کریں۔ یہ خدا کی وہ خاص نعمت ہے جس کا جواب نہیں اور جسے خود اللہ نے بطور امتنان ذکر فرمایا ہے۔ ولقد یسّرنا القرآن للذکر فھل من مدکر۔ ہم نے اسے نازل کیا اور پھر اسے سمجھ اور نصیحت کے لئے آسان بھی بنا دیا ــــ قرآن مجید خدا کا کلام نفسی ہے۔ اور خدا کی ذات وصفات کا تحمّل ادراک اور فہم ہمارے اذہان سے باہر کی چیز ہے۔ تو اللہ نے اپنے کلام نفسی کو اس ــــ کلام لفظی کی شکل دے کر اسے آسان کر دیا۔

تلاوت قرآن صرف اس امت کی خصوصیت ہے

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کی نعمت فرشتوں کو بھی حاصل نہیں، اور اسی وجہ سے جیساکہ حدیث میں ہے فرشتے نماز میں شریک ہوتے ہیں کہ امام کی تلاوت سنیں، جب سورہ فاتحہ ختم ہو تو آمین کہتے ہیں۔ اور جہاں قرآن مجید پڑھا جائے، وہاں ملائکہ جمع ہوکر عرش تک اوپر نیچے پَر لگا دیتے ہیں، اور گرد گھیرا

ڈال دیتے ہیں (حفتہ الملائکۃ وغشیتہ الرحمۃ) کہ اس قرآن کی وجہ سے جو رحمتیں نازل ہوتی ہیں فرشتے بھی اس کے مورد بن سکیں اور اسے سن سکیں۔ تو شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کی فضیلت ومنقبت صرف اس امت کو حاصل ہے۔ اگلی امتوں کو بھی اللہ نے احکام سے نوازا مگر ان کو کتابیں دیں کلام نہیں دیا مثلاً حضرت موسیٰؑ کو تورات شریف ملی جو لکھی ہوئی چیز تھی اسکو کلام نہیں کہہ سکتے۔

کلام اللہ اور کتاب اللہ میں فرق | کتاب الگ چیز ہے اور کلام الگ جس پر متکلم تلفظ کرے اور آواز وصوت پیدا ہو اگر کسی کو اپنی خیریت اور حالات لکھ دو، اس کو کتاب کہیں گے، اور اگر ٹیلی فون پر بات چیت کر دو یا مشافہۃً کہ وہ کانوں سے سن لے تو اس کو کلام کہیں گے۔ تو قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اس کے الفاظ اور معانی دونوں خدا کی طرف سے ہیں جسے اللہ جل مجدہ نے ہماری فہم اور تفہیم کا ذریعہ بنا دیا۔ اور تلاوت اسکی آسان فرما دی۔

ماہ رمضان کی برکتیں | تو اس مہینہ میں قرآن مجید اتارا گیا۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ اس مہینہ میں اللہ کی بے انتہا نعمتیں ہیں۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ رمضان میں ایک نفل ستر نفل کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ ایک تسبیح سبحان اللہ کہنے کا بھی ستر دفعہ سبحان اللہ کہنے کے برابر اجر ہے۔ ایک فرض کا ستر فرضوں کے برابر ثواب ہے۔ ایک بڑی نعمت اس مہینہ میں یہ ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے بند ہو جاتے ہیں

برزخ والوں کو رمضان کا فائدہ | اس کا بڑا فائدہ عالم برزخ والوں کو ہوتا ہے ——— کہ جہنم کے شدائد میں کمی آجاتی ہے۔ جو لوگ قبر یا برزخ میں ہیں، تو حدیث میں آتا ہے کہ دوزخیوں کو جہنم کا دروازہ کھولا جاتا ہے کہ اسکی بدبو، گرمی اور شدت پہنچتی رہے اور جو جنتی ہے ان کے لئے جنت کے دروازے قبر میں کھول دیئے جاتے ہیں اور وہاں کی روح و ریحان اسکی خوشبو اور تروتازگی ان تک پہنچتی ہے۔ القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران۔ قبر یا تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغ ہے اور یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے ——— تو جو لوگ برے اعمال اور فسق وفجور کی وجہ سے عذاب قبر میں مبتلا ہیں ——— تو رمضان میں جہنم کے دروازے بند ہو جانے کی وجہ سے ان کو کچھ چھٹی مل جاتی ہے۔ اور قدرے فائدہ ہو جاتا ہے اور جنت کے حقداروں کو جنت کی خوشبو اور نعمتوں میں اور بھی اضافہ ہونے لگتا ہے ———

رمضان میں مرنے والوں کو ماہ رمضان کا فائدہ | اس طرح اگر کوئی گنہگار رمضان ہی میں مرگیا تو جیسے کہ

جیل خانہ چھٹی کے دن بند رہتا ہے اور اگر اس دن کسی مجرم کو پکڑ لیا جاوے تو اسے باہر رکھتے ہیں پولیس اسے اپنے ساتھ رکھتی ہے جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ گھر سے مجرم کو کھانا وغیرہ جا سکتا ہے۔ ملاقات بھی خویش واقارب کر سکتے ہیں مگر جب جیل کا دروازہ کھلا اور وہاں داخل کر دیا تو سب رعایتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ تو اگر یہ شخص جو گنہ گار ہے اور مستحق جہنم ہے، اس مہینہ میں مر جائے تو ختم رمضان تک تو کم از کم جہنم کی شدت اور عذاب سے بچ جائے گا۔

نیکی کے دروازے کھل جاتے ہیں حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہے۔ رمضان میں نیکی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اللہ نے جنت کے داخلہ کیلئے دروازے اعمال صالحہ ہی تو پیدا کئے ہیں۔ ہر نیکی کے بدلہ ستر نیکیوں کے برابر ثواب ہے تو نیکی کے دروازے جنت کی طرف کھل گئے۔ ہر رات آواز ہوتی ہے غیب سے کہ یاباغی الخیر اقبل۔ اے خیر اور بھلائی کی آرزو اور طلب رکھنے والے آگے بڑھ یہی وقت ہے نیکی کا۔ ایک دفعہ استغفار کر تسبیح پڑھ نماز پڑھ سے، اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کر دے۔ ویاباغی الشر اقصر۔ اور اے شر کے طلبگار ذرا پیچھے ہٹ جا۔ رمضان سے پہلے اگر ایک شخص چوری، قتل، جوا، زنا اور دیگر گناہ کرتا ہے تو الزام شیطان پر لگاتا ہے کہ اس کے ورغلانے کی وجہ سے گناہ ہوا مگر یاد رکھئے۔ رمضان میں تو یہ الزام اس پر نہیں لگا سکتے کہ اسے تو رمضان کے آتے ہی ہتھکڑیاں لگ جاتی ہیں اور اس کو سمندر کی تہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ صفدت الشیاطین و مردۃ الجن۔ میں نے دیکھا کہ پہلی ہی رات سے مساجد بھر گئیں، لوگوں کا میلان نیکیوں کی طرف ہو گیا، لاکھوں مواعظ سے اتنا کام نہیں ہوتا جتنا کہ رمضان کے آتے ہی لوگوں میں تبدیلی آجاتی ہے۔ اللہ کی طرف عبادات اور نماز وغیرہ کی شکل میں متوجہ ہو جاتے ہیں، گھروں میں عورتیں نمازوں کا اہتمام کرنے لگتی ہیں۔ تو وجہ یہ ہے کہ شیاطین قید ہو جاتے ہیں۔ مگر جس مرد و عورت کا رمضان میں بھی اللہ کی عبادات اور بندگی کی طرف توجہ اور نیکی کی طرف میلان نہ ہوا تو سمجھ جائیے کہ اس میں رتی بھر بھی ایمان نہیں، وہ خود شیطان بن چکا ہے۔ کہ اب جب شیطان بند ہے تو کون یہ گناہ کرواتا ہے۔؟ خود اس کا نفس کرواتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے: ان اعدیٰ عدوّک نفسک التی بین جنبیک۔
(یہ تیرا نفس جو تیرے پہلو میں ہے سب سے بڑھ کر تیرا دشمن ہے۔)

یہ نفس جب تک مطمئنہ اور لوّامہ نہ بن جائے تو اس کے ہاتھوں ہلاکت کے گڑھے میں جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی تو ہر چیز سے پوچھا کہ میں کون ہوں۔؟ اور تو کون ہے۔؟ ہر چیز نے جواب دیا کہ تو رب ہے، خالق ہے، مالک ہے اور میں عاجز مخلوق ہوں۔ مگر نفس سے

جب پوچھا کہ میں کون ہوں اور تو کیا ہے ؟ تو نفس نے جواب دیا کہ انت انت وانا انا۔ تو تو ہے اور میں میں ہوں ـــــ یہ نفس خبیث کا جواب تھا، آج بھی نفس کا اثر ہے کہ کہا جاتا ہے کہ میں ایسا ہوں، نواب ہوں، خان ہوں، پٹھان ہوں، میری پوزیشن کا کوئی جواب نہیں : میرے ساتھ کون مقابلہ کر سکتا ہے، میں تو لعل و جواہر ہوں۔ الغرض شیطان کے بند ہوتے ہوئے بھی یہ بد دیانتی اس سے نفس ہی کرواتا ہے، گویا اس کا نفس اب شیطان بن گیا ہے اور اسکی مثال ایسی ہے کہ پہلے اس ملک میں انگریز تھا تو ہم اپنی بد دینی کو اسی پر ڈالتے تھے کہ غلام ہیں اس لئے اسلام کا جھنڈا سر بلند نہیں کیا۔ اس لئے اسلامی قانون نہیں چل رہا، مگر اب تو ہم ۲۲ سال سے آزاد ہوئے ہیں، غلامی نہ رہی تو ہمیں کون اسلام اور اسلامی قوانین سے روک رہا ہے۔ اب یہ لوگ کیوں بد دین ہیں بلکہ اُس حالت سے بھی بڑھ چکے ہیں۔ گویا اب تو یہ خود انگریز بن گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ غلامی کے دور میں اگر لوگ کوتاہی کرتے ہوتے مرے ہیں تو شاید خدا انہیں بخش دے کہ مجبور تھے مگر اب تو کوئی عذر نہیں چل سکے گا۔ اس طرح شیطان جب بند ہوا تو نفس خبیث کا پنجہ پڑ گیا اور جن لوگوں کے نفس میں کچھ صلاحیت تھی وہ عبادت میں لگ گئے، دل نرم ہو گئے، باجماعت نمازیں پڑھنے لگے۔ پہلے ان پر شیطان کا تسلط تھا، اب وہ جیل گیا تو یہ آزاد ہوئے۔ اگر اب بھی نہ سنبھلے تو سمجھ جایئے کہ وہ ابلیس سے بڑھ کر ہیں۔ جیسا کہ لوگ قیامت کے دن شیطان کو ملامت کریں گے تو وہ جواب دے گا۔

فلا تلوموني ولوموا انفسکم۔ مجھے ملامت مت کرو بلکہ اپنے آپ پر ملامت کرو میرا کوئی جبر نہ تھا ـــــ تو بھائیو یہ انتہائی خطرے کی بات ہے کہ اس رمضان میں ہم نماز نہ پڑھ سکیں، اور نہ چوری، جوا، جھوٹ، فریب چھوڑ سکیں۔ ہر رات آواز آتی ہے۔ یا باغی الخیر اقبل۔ اے خیر کے طالب اسباب خیر کھلے ہیں و یا باغی الشر اقصر۔ اے شر کے طلبگار اب تو ذرا پیچھے ہٹ جا خدا نے شر کے دروازے اور جہنم کے دروازے بند کر دئے۔ تو اے شریر ذرا تو بھی اپنی شرارت چھوڑ دے۔ ذرا شرم و حیا خداوند کریم سے کر اور برائی کو چھوڑ دے۔

روزے کا اجر خاص رمضان کی رحمتوں میں بڑی رحمت یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ روزہ خاص میرے لئے ہے تو میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ روزہ ایسی عبادت ہے کہ جو عاشق ہو گا وہی روزہ رکھے گا۔ روزہ کا علم کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔ یہ غیر اللہ کے لئے نہیں ہو سکتا۔ اس میں ریا و نمود نہیں آسکتی جو روزے

رکھتا ہے وہ اپنے مالک اور رب کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگتا ہے۔ اللہ کھاتا نہیں، پیتا نہیں، غنی ہے، صمد ہے، بے نیاز ہے ان تمام چیزوں سے، تو اس کا غلام بھی اپنی چیزوں کو اپناتا ہے تو اجر بھی وہ خاص طور پر خود ہی دیتا ہے۔ جیساکہ ایک حاکم دربار منعقد کرکے کسی کو بلا لیتا ہے۔ اور خاص اپنے ہاتھ سے اُسے تمغہ سے نوازتا ہے۔ دوسرے ذرائع سے اتنی عزت نہیں ہوتی، تو روزہ دار کو اتنی بڑی خوشخبری ہے کہ براہ راست حق تعالیٰ کے انعام کا مستحق بنتا ہے۔ ایک دوسری قرأت "انا اُجزیٰ بہٖ" کی ہے کہ میں خود اس کو بدلہ میں دیا جاؤں گا تو اسکی قدر و قیمت کی تو حد ہی نہیں کہ جو بندہ شرائط اور آداب کے مطابق روزہ رکھے گا وہ محبوب حقیقی کے وصال سے سرفراز ہوگا، تمام عالم کا بادشاہ عالم کا مالک اور محبوب حقیقی جب اپنا دیدار روزے کے بدلے میں دیتا ہو تو اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا ــــــ

روزہ قیامت میں بھی ساتھ دیگا | ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ظلم کرنے والوں کی نیکیاں اُس کے بدلہ میں اصحاب حقوق لے لیں گے، مگر یہ روزہ ایسی عبادت ہے کہ جس کا اوروں کو علم نہیں ہوگا۔ تو جب ساری نیکیاں اوروں کو حقوق میں دے دی جائیں گی کہ ہمارے ظلم اور حق تلفی کا تو کوئی حد نہیں۔ مظلوم سب کچھ لے لیگا۔ مگر یہ روزہ اسوقت جہنم کی آگ کے سامنے ڈھال بن جائے گا۔ یہ نیکی محفوظ رہے گی الصوم جنّۃ۔ روزہ ایک ڈھال ہے۔ پھر ان سب نعمتوں سے بڑھ کر نعمت وہی ہے جو میں نے عرض کر دی کہ خدا نے اس ماہ ہمیں قرآن کا طالب بنا دیا۔

رمضان طالب العلمی کے ایام ہیں | یہ طالب العلمی کا زمانہ ہے اور طالب العلم وہی ہے جو بھوکا ہو، پیاسا ہو، راتوں کو جاگتا ہو، یکسو ہوکر ایک ہی طرف کا رہے، تو جہ ایک طرف ہو جائے رات کو قرآن کا تراویح میں پڑھنا اور سننا اور دن کو اس کے سبق اور تعلیم کی لذت میں اس کے تصور میں اور اس پر عمل کرنے میں مستغرق رہنا یہ عملی تربیت ہے قرآنی تعلیمات کی۔ اس لئے روزہ ہی میں قرآن نازل کیا گیا شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ خداوند کریم نے بیت العزت سے آسمانی دنیا میں اسی ماہ قرآن اتارا۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ــــ پھر بیت العزت سے نزول ہو شروع ہوا وہ بھی ایک روایت کے مطابق رمضان ہی میں ہوا تو چاہیئے کہ رات دن تلاوت کا اہتمام کریں۔ رات کو ایک مرتبہ تراویح میں قرآن سننا سنت ہے اور پھر ہمارے اکابر امام ابو حنیفہؒ جیسے بزرگ تو ہر دن اور ہر رات ایک ختم فرمایا کرتے تھے۔ ان حضرات نے رمضان کا کوئی لمحہ اور کوئی لحظہ ضائع نہیں کیا۔ اگر تلاوت

نہ کرسکیں تو استغفار تسبیح اور تمجید اور ذکر تو کرسکتے ہیں۔ ان امور میں غفلت نہ کریں، حدیث کی تشریح کے لیئے وقت نہ رہا۔

حدیث کی تشریح البتہ اس کا ترجمہ عرض ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان میں انتہا کو پہنچ جاتی تھی۔ جب جبرئیلؑ آپ سے ملاقات فرماتے اور جبرئیلؑ رمضان شریف کی ہر رات میں آپ سے ملاقات فرماتے تھے اور قرآن کریم کے دور کرتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کے معاملہ میں چلتی ہواؤں سے زیادہ تیز ہو جاتے تھے۔

سخاوت اور جود میں فرق حدیث شریف میں لفظ جود ہے۔ سخاوت اور جود میں فرق ہے۔ سخاوت صرف مال کی تقسیم کا نام ہے اور جود اعطاء ما ینبغی لمن ینبغی۔ کو کہتے ہیں جو کہ عام ہے۔ صرف مال دینے پر موقوف نہیں بلکہ جو شئے بھی جس کے لیئے مناسب ہو اسے دیدی جائے۔ بلا امتیاز تمام اشیاء کی تقسیم کا نام جود ہے۔ مثلاً فقیروں کو اموال تقسیم کرنا تشنگان علوم کیلئے افاضۂ علم کرنا گم کردہ راہوں کیلئے ہدایت کرنا یعنی ہر کام اپنے محل میں کرنا یہ ہے جود۔

حضورؐ کی جود تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس تھے۔ آپؐ ہر شخص کو وہ چیز عطا فرماتے جو اس کے مناسب حال ہوتی تو جود ایک ملکہ ہے اور سخاوت اس کا اثر ہے اور پیغمبر علیہ السلام اپنے ملکات کے اعتبار سے تمام اہل کمال پر تفوق رکھتے تھے، پیغمبر کی سخاوت کی بھی نظیر نہیں بحرین سے ایک لاکھ روپیہ آیا نماز کے بعد سب کو تقسیم کر دیا اپنے لیئے کچھ بھی نہ چھوڑا ایک دفعہ عصر کی نماز ادا فرماتے ہی جلد حجرہ مبارک تشریف لے گئے، اور سونے کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لائے۔ فرمایا یہ ٹکڑا گھر میں تھا۔ میں نے اس لیئے جلدی کی کہ پیغمبرؐ کے گھر میں ایسی چیزوں کا رہنا مناسب نہیں، ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں پھولدار گدا بچھا ہوا دیکھا تو فوراً واپس تشریف لے آئے حضرت ام المؤمنین گھبرا گئیں۔ عرض کیا کہ حضرت کیوں واپس تشریف لے جارہے ہیں، فرمایا: مالی وللدنیا۔ ہمارا دنیا سے کیا تعلق۔! عرض کیا کہ آپ کے آرام کے لیئے یہ تکیہ بنایا تو مالی وللدنیا کہہ کر فوراً تقسیم کر دیا، ایک عورت بڑے اشتیاق سے ایک تہبند لائی، عرض کیا کہ حضرت آپ اسے پہن لیں حضورؐ نے ازراہ شفقت قبول فرمایا اور پہن لیا۔ ایک صحابیؓ نے دیکھ کر پوچھا اور کہا کہ یہ تو بہت اچھا ہے۔ مجھے دیجئے۔ آپ فوراً مکان میں تشریف لے گئے پرانا تہبند پہنا اور اسکو تہ کر کے اس صحابیؓ کو عنایت فرمایا۔ لوگوں نے اس صحابیؓ کو ملامت کی۔

— تو صحابیؓ نے جواب دیا کہ میں نے اس لئے یہ تہبند مانگا کہ اس کا اتصال آپؐ کے بدن مبارک سے ہو چکا ہے، میں اسے اپنے کفن میں رکھنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کے جسد اطہر سے یہ کپڑا ملاقی ہوا ہے۔ تو میرے لئے نجات کا ذریعہ بنے گا۔ غزوۂ حنین کے موقع پر بہت سے دیہاتیوں نے آگھیرا کہ کچھ عنایت فرمایئے۔ ہم آپ کا مال نہیں مانگتے آپ کے باپ کا مال نہیں مانگتے، اللہ کا مال مانگتے ہیں۔ آپ ان کی اس گستاخانہ گفتگو سے متاثر نہ ہوئے اور نہ برا مانا اور برابر مال دیتے رہے۔ حتیٰ کہ ازدحام کی وجہ سے پیچھے ہٹتے ہٹتے کیکر کے درخت میں الجھ گئے۔ فرمایا کہ اگر اس وادی کے خاردار درختوں کی مقدار میں میرے پاس مویشی ہوتے تو سب کو تقسیم کرتا — یاد رکھیں کہ اس موقع حنین میں ۲۴ ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں اور بارہ ہزار اوقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔) تقسیم کر دیئے۔ یہ سب آپؐ کے شان جود کا ادنیٰ کرشمہ۔

مگر رمضان شریف میں حضورؐ کا جود بہت بڑھ جاتا تھا، کیونکہ رمضان شریف میں خداوند کریم کا جود لامتناہی اور بے شمار ہوتا ہے۔ تو تخلقوا باخلاق اللہ کی فضیلت بھی پیغمبر علیہ السلام سب سے زیادہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جب خداوند کریم کے جود کی رمضان شریف میں یہ حالت ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ اور من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔ جو شخص رمضان میں ایمان و یقین کے ساتھ حسبۃً للہ عبادت کرے تو اس کے سابق گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر اس رمضان میں لیلۃ القدر کے اندر قیام کرنیوالوں اور عبادت گذار کو ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ اجر دیتے ہیں تو پیغمبر کا جود بھی حد سے زیادہ ہو جاتا تھا۔ اور جسطرح رب العالمین رمضان میں احسانات اور رحمت کی بارش برساتا ہے تو حضور پرنور اس ماہ مبارک میں جود و کرم زیادہ فرماتے تھے خصوصاً اسوقت جبکہ رمضان کی راتوں میں جبرئیل علیہ السلام آکر قرآن مجید کے دور فرماتے تھے اور اسکی وجہ یہ بھی تھی کہ قرآن مجید کے دور کی وجہ سے علمی و عملی ترقیات ہوا کرتی ہیں۔ اور حضور کے کمالات میں جسقدر ارتقائی کیفیات جلوہ گر ہوتی تھیں، اسی قدر جود میں بھی ترقی ہوتی تھی، تاکہ یہ کمالات، اپنی ذات تک محدود نہ رہیں۔ بلکہ ساری امت کو اس سے بہرہ اندوز فرماتے رہیں۔ تو رمضان شریف میں قرآن مجید کے دور کے وقت ان ہواؤں سے جو لوگوں کی نفع رسانی کیلئے چھوڑی جاتی ہیں جو زندگی کا مدار ہیں اس سے بھی آپ کی جود زیادہ ہوا کرتی تھی آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ الغرض امت کو بھی چاہیئے جو روحانی اولاد ہے کہ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہے۔ اور جود و سخاوت کی صفت اپنے اندر پیدا کریں۔ تاکہ پیغمبرؐ کے نقش قدم پر چل کر نجات دارین حاصل کریں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔